AL-AASAR Journal
Quarterly *Research Journal*
www. al-aasar.com

Vol. 2, No. 3 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

نوجوان نسل کی شخصیت سازی میں مطالعہ سیرت کی اہمیت اور عصری تحدیات
(سیرت النبی ﷺ کی روشنی میں ایک تحقیقی مطالعہ)

The Importance of Sirah Study in Youth Personality Development and Contemporary Challenges: A Research Study in the Light of Sirah al-Nabi ﷺ

1. ***Abida Qasim***
   M. Phil Scholoar, Department of Islamic Studies, Minhaj University Lahore
   Email: abidaqasim1@gmail.com
2. ***Mashhood Ahmad***
   Ph.D. Scholar, Department of Islamic Studies, The University of Lahore, Lahore.
   Email: hmashood1998@gmail.com
3. ***Zamir Fatima***
   M.Phil. Scholar, Department of Islamic Studies, The University of Lahore, Lahore.
   Email: zamirfatima12@gmail.com

Abstract

Character building and personality development are intrinsically linked with an individual's moral conduct and noble traits. A sound character is the foundation of a refined personality, while poor character leads to moral decay. The first step in personality development is the correction of ethical behavior and the cultivation of constructive thinking, mental purification, gratitude, empathy, broad-mindedness, trust in God, honesty, intellectual freedom, moderation, peace, and a love for knowledge. These qualities contribute to the transformation of societal attitudes and lay the groundwork for meaningful individual development. Personality encompasses a person's temperament, intellect, and social behavior. When these individual traits are largely positive, they foster a virtuous and balanced society. Islam envisions individuals with high moral standards, whose presence brings comfort and benefit to others. The teachings of the Qur'an and the Sirah (biography) of the Prophet Muhammad ﷺ provide timeless principles that play a vital role in shaping human character. In contemporary times, there is a pressing need for such guiding principles that help nurture individuals of dignity and strength. This research paper explores the importance of Sirah study in the context of character formation and personality building. It highlights key principles from the life of the Prophet ﷺ that are essential for developing exemplary individuals who can contribute positively to society, even amidst modern-day moral and cultural challenges.

Keywords: *Seerah of the Prophet ﷺ, Character building, importance of Sirah study, Youth, Moral training.*

تعارف موضوع

خداوند عالم نے انسان کو تعلیمی صلاحیتوں کی بنیاد پر فرشتوں پر برتری عطا کی اور فرشتوں نے آدم علیہ السلام کے سامنے سجدہ ریز ہو کر اس برتری کو عملی طور پر تسلیم کر لیا۔ ساتھ میں تسخیرِ کائنات کی قدرتی صلاحیت دے کر انسان کو دیگر مخلوقات سے جدا کر دیا اور یوں اسے ایک باعزت اور باکرامت مخلوق کے طور پر روئے زمین پر بھیجا گیا۔ چنانچہ ارشادِ باری ہے:

﴿وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِیٓ اٰدَمَ وَحَمَلْنَاهُمْ فِی الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَرَزَقْنَاهُمْ مِّنَ الطَّیِّبَاتِ وَفَضَّلْنَاهُمْ عَلٰى كَثِیْرٍ مِّمَّنْ

AL-AASAR Journal
Quarterly *Research Journal*
www. al-aasar.com
Vol. 2, No. 3 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

خَلَقۡنَا تَفۡضِيۡلًا﴾[1]

"اور ہم نے اولاد آدم کو عزت و تکریم سے نوازا اور ہم نے انہیں خشکی اور سمندر میں سواری عطا کی اور انہیں پاکیزہ چیزوں سے رزق دیا اور اپنی بہت سی مخلوقات پر انہیں بڑی فضیلت دی"۔

اس آیت کریمہ کے مطابق پوری کی پوری انسانیت، تکریم و عزت کی حامل ہے۔ کیونکہ یہ ایسی کرامت ہے جو انسان کا لازمی جز ہے۔ وہ نیک ہو یا بد ، مومن ہو یا کافر سب میں یکساں پائی جاتی ہے۔ اس لیے تو قرآن نے یہ نہیں فرمایا کہ ہم نے مومنوں کو کرامت عطا کی ہے بلکہ فرمایا اولاد آدم کو کرامت عطا کی ہے۔ کیونکہ یہ اسی عظمت وبلندی کا ذکر ہے جس کے تحت وہ اس کائنات کی خشکی اور تری پر تسلط حاصل کرتا ہے اور پاکیزہ چیزوں کو اپنے استعمال میں لاتا ہے۔ پس معلوم ہوا کہ یہ کرامت انسان کی ذات میں شامل ہے۔

اس کرامت ہی سے انسان کی ذمہ داری پر استدلال کیا جا سکتا ہے۔ کیونکہ جتنا انسان کو دیگر مخلوقات پر برتری حاصل ہو گی، منطقی طور پر اسی تناسب سے اس کی ذمہ داریوں میں بھی اضافہ ہو گا۔ سیکھنے اور سمجھنے کا یہ عمل انسان کو آگے کی طرف لے جاتا ہے۔ انسان اس کائنات میں بہت کچھ سیکھ سکتا ہے، بہت کچھ حاصل کر سکتا ہے۔ بہت کچھ کما سکتا ہے۔ یہی زندگی کی کمائی اس کی انسانیت کا پیمانہ معین کرتی ہے۔ اور یوں وہ کبھی " راضیۃً مرضیۃً "کا مصداق بن جاتا ہے، تو کبھی حیوانیت کی حدیں کراس کر جانے کے باعث " کالانعام بل ہم اضل "بن جاتا ہے۔

دراصل مسئلہ انسان کی اچیومینٹ کا ہے۔ قرآن کہتا ہے:

﴿كُلُّ نَفۡسٍۭ بِمَا كَسَبَتۡ رَهِينَةٌ﴾[2]

"ہر شخص اپنے اعمال کا گروی ہے۔"

لہذا انسان کی تعمیرِ شخصیت اس کے کردار سے جڑی ہے۔ کردار ہی انسان کو حسین بناتا ہے اور کردار ہی انسان کو یزید بناتا ہے۔ یہاں پر ہم ان اصولوں کی طرف اشارہ کرتے ہیں جن سے بلند کرداری کے راستے کھلتے ہیں۔ انسان ان اصولوں کی روشنی میں اپنی شخصیت کی تعمیر کر کے کمال کی راہوں پر گامزن ہو سکتا ہے۔ قبل اس کے کہ ان عناصر کی طرف اشارہ کیا جائے، اس بات کی وضاحت نہایت ضروری ہے کہ ان اصولوں سے مراد کیا ہے؟

شخصیت ساز اصولوں سے مراد ایسے بنیادی دستورات اور قوانین ہیں جو اللہ تعالی نے انسان کی فردی اور معاشرتی ضرورتوں کو مد نظر رکھتے ہوئے ،اسے فلاح و بہبود کی راہوں پر گامزن کرنے کے لیے قرار دیے ہیں۔ یعنی ایسے قوانین اور الٰہی دستورات جو انسان کی خودسازی میں بنیادی کردار ادا کرتے ہیں۔ بنابر ایں ایسے شرعی احکام جو جزئیات پر مشتمل ہیں، اگرچہ وہ بھی انسان کی کامیابی میں دخالت رکھتے ہیں لیکن انہیں بنیادی عناصر یا شخصیت ساز اصولوں میں شامل نہیں کیا جائے گا۔ اس کی وجہ بہت ہی واضح ہے اور وہ یہ کہ ان اصولوں کی حیثیت ایک قالب کی سی ہے جن میں جزئی احکام یعنی شریعت جگہ پا لیتی ہے۔ دوسرے لفظوں میں یہ عناصر راہ کی حیثیت رکھتے ہیں جنہیں طے کرنے کے لیے جزئی احکام کی ضرورت ہر

(1) سورۃ الاسراء، ۱۷:۷۰

(2) سورۃ المدثر ۷۴:۳۸

صورت میں رہتی ہے ورنہ منزل نہیں ملتی، جبکہ ان اصولوں کو فراموش کر دیا جائے تو سرے سے راستہ ہی نہیں ملتا۔

شخصیت فرد کے ذہنی، جسمانی، شخصی، برتاؤ، رویوں، اوصاف اور کردار کے مجموعہ کا نام ہے۔ نوجوان کسی بھی معاشرے، جماعت یا قوم کے لئے ریڑھ کی ہڈی کا درجہ رکھتے ہیں، معاشرے کا انقلاب انہی کے دم سے وابستہ ہے۔ اگر کسی قوم کے نوجوان بگاڑ اور فساد کا شکار ہو جائیں تو پوری قوم تنزلی اور پستی کا شکار ہو جاتی ہے، لیکن اگر نوجوان اچھی شخصیت اور درست سمت اختیار کر لیں تو پوری قوم ترقی کی منازل طے کرتی ہوئی دنیا و آخرت میں اپنا نام روشن کرتی ہے۔ قرآن مجید وہ کتاب ہدایت ہے جس نے انسان کی رہنمائی کرتے ہوئے اسے حسن اخلاق اور کردار سازی کی اہمیت سے آگاہ کیا۔ قرآن پاک میں ارشادِ ربانی ہے:

(وَالْعَصْرِ۔ إِنَّ الْإِنسَانَ لَفِي خُسْرٍ۔ إِلَّا الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ)۔ (3)

"زمانہ کی قَسم (جس کی گردش انسانی حالات پر گواہ ہے)۔بیشک انسان خسارے میں ہے (کہ وہ عمرِ عزیز گنوا رہا ہے)۔ سوائے ان لوگوں کے جو ایمان لے آئے اور نیک عمل کرتے رہے اور (معاشرے میں) ایک دوسرے کو حق کی تلقین کرتے رہے اور (تبلیغِ حق کے نتیجے میں پیش آمدہ مصائب و آلام میں) باہم صبر کی تاکید کرتے رہے۔"

یہ سورت حسنِ اخلاق اور شخصیت سازی کے مسئلے میں سب سے مرکزی حیثیت رکھتی ہے۔ اس سورت کا موضوع ہی انسانیت کی تعمیر اور نفع و نقصان کے معیار کا تعین ہے۔ کسی فرد یا قوم کی تعمیر میں سب سے بڑا رول قوت ایمانی کا ہے، ایمان کا درجہ فرد یا قوم کی زندگی کے لئے روح کا ہے ، یہ شخصیت کو زندگی اور زندگی کو توانائی بخشتا ہے۔ قرآن مجید کے بعد رشد و ہدایت کا سب سے بڑا ذریعہ حضور ﷺ کا عمل مبارک ہے۔ امام ترمذیؒ ابو درداءؓ سے حدیث نقل کرتے ہیں:

(اناالنبی ﷺ قال:ما شئ اثقل فی میزان المومن یوم القیامۃمن خلق حسن فان اللہ تعالیٰ لیبغض الفاحش البذی۔) (4)

"رسول ﷺ نے فرمایا قیامت کے دن مومن کے میزان میں اخلاق سے بڑھ کر کوئی چیز نہیں ہوگی اور اللہ تعالیٰ بد اخلاق شخص سے بغض رکھتا ہے۔"

آپ ﷺ نے انسانوں کو سیرت و کردار کی تعمیر اور اخلاق و اعمال کی درستگی کا درس دیا۔ آپ ﷺ کی دعوت کو سب سے پہلے نوجوانوں نے ہی قبول کیا۔ "دار ارقم" کے السابقون الاولون میں اکثر نوجوان صحابہ رضوان اللہ عنھم اجمعین شامل تھے۔ آپ ﷺ نے ان نوجوانوں کی ایسی کردار سازی کی کہ وہ بڑی سے بڑی ذمہ داری کے اہل بن گئے۔ شخصیت سازی کا عمل خلفائے راشدین، تابعین اور تبع تابعین کے دور میں بھی جاری رہا نیز ہر دور میں مسلم سکالرز بھی اسی حوالے سے نمایاں خدمات سر انجام دیتے رہے ہیں۔

---

(3) العصر ۱۰۳: ۱۔۳۔

(4) ترمذی، ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ (۱۹۹۹ء)، دار السلام للنشر والتوزیع، ریاض، رقم: ۲۰۰۲۔

Vol. 2, No. 3 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

تحقیقی سوالات

1. نوجوانوں کی کردار سازی کیوں ضروری ہے؟
2. سیرت النبی ﷺ کی روشنی میں کردار سازی کیسے کی جا سکتی ہے؟
3. عصرِ حاضر میں نوجوان کن اخلاقی و فکری چیلنجز سے دوچار ہیں؟

مقاصد اور اہداف

1. نوجوانوں کی شخصیت سازی میں سیرت النبی ﷺ کی اہمیت کو اجاگر کرنا۔
2. عصر حاضر کے چیلنجز کے تناظر میں سیرت کی رہنمائی کا جائزہ لینا۔
3. نوجوانوں کی فکری و اخلاقی تربیت کے لیے سیرت طیبہ کے اطلاقی پہلو تلاش کرنا۔

اہمیت موضوع

اجتماعی و معاشرتی زندگی کے بنانے اور سنوارنے میں اخلاق کو بنیادی اہمیت حاصل ہے، معاشرت کی پہلی اینٹ اخلاقِ حسنہ ہی ہے۔ آج ہماری زندگی کے ہر شعبے میں اخلاقی بگاڑ پیدا ہو چکا ہے۔ امانت، دیانت، عدل، فرض شناسی اور ان جیسی دیگر ہماری اعلیٰ اقدار کمزور پڑتی جا رہی ہیں۔ پاکستان کا مستقبل اس کے نوجوان سے وابستہ ہے۔ نوجوان نسل کی کردار سازی کو قومی سطح پر ترجیح اول قرار دیا جانا چاہیئے اگر آج سے ہی ہم اپنی قوم کی کرادر سازی کی طرف بھرپور انداز میں متوجہ ہوں تو یقینا آنے والی نسلیں ان اخلاقی بیماریوں سے دور ہوں گی۔ موجودہ نسل بے مقصدیت، بددیانتی، بے راہ روی، کرپشن، جھوٹ، الزام تراشی، لالچ، فراڈ، ظلم و زیادتی اور بد اخلاقی والے طریقہ کار اپنائے ہوئے ہے۔ اگر آج ان کی طرف توجہ نہ دی گئی تو یقیناہم یہ نسل ضائع کر رہے ہیں۔ ہم پر فرض کے درجہ میں یہ چیز لازم ہو چکی ہے کہ ہم اس صورتِ حال کو بدلنے کے لئے جدوجہد کریں اور اس معاملے میں اپنی نوجوان نسل کی شخصیت سازی کریں اگر ایسا نہ کیا گیا تو یقیناً ہمیں بدترین تباہی کا سامنا کرنا ہو گا۔ امام ترمذیؒ حضور ﷺ کی یہ حدیث مبارکہ نقل کرتے ہیں:

((الدال علی الخیر کفاعله)) [5]

"بھلائی کی طرف رہنمائی کرنے والا (ثواب میں) بھلائی کرنے والے ہی کی طرح ہے۔"

وقت، ماحول اور حالات کے تناظر میں نئی نسل کی نظریاتی و عملی تربیت اور کردار سازی کا اہتمام ہماری بنیادی ذمہ داریوں میں سے ہے۔ نظریات ہی وہ عظیم فکری بنیاد ہوا کرتے ہیں جس پر عمل اور کردار کی دیوار تعمیر ہوتی ہے اور ہمیشہ حسنِ کردار ہی انسانوں کو زندہ و جاوید رکھتا ہے۔ انسانوں اور جانوروں میں بنیادی فرق ہی کردار کا حسن ہے۔ لازم ہے کہ ہم آنے والی نسل یعنی نو جوانوں کی فکر کریں۔ قانون دان، سیاستدان، سائنسدان، ڈاکٹر، انجینئر، آئی ٹی کا ماہر اور استاد بننے کے ساتھ ساتھ انہیں ایک باوقار، خوش اخلاق اور باعمل مسلمان بننا ہو گا۔ ضروری ہے کہ نوجوان نسل کی سب سے پہلے شخصیت سازی ہونی چاہئے کیونکہ یہی لوگ حقیقی معنوں میں اسلام کے سفیر ہیں اور ہمیں آج کے

(5) ترمذی، ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ (۱۹۹۹ء)، دار السلام للنشر والتوزیع، ریاض، رقم: ۲۶۷۰۔

Vol. 2, No. 3 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

دور میں معاشرے کی اصلاح کے لئے نئی نسل کی اصلاح کی طرف دھیان دینے کی اشد ضرورت ہے۔نوجوان نسل کی تربیت سے معاشرے میں مثبت اثرات مرتب ہوں گے اور انہی نوجوانوں میں سے بہت سے ابھر کر سامنے آئیں گے جو مستقبل میں اس معاشرے اور ملک کی رہبری سنبھالیں گے۔

شخصیت کا لغوی معنی

لفظ شخصیت (Personality) لاطینی زبان کے لفظ "پرسونا" (persna) سے ماخوذ ہے۔'پرسونا' کا مطلب ہے ماسک یعنی وہ نقلی چہرہ جو رومن تہذیب کے عروج کے دور میں ڈرامے کے اداکار (Acuter) اپنے چہرے پر لگاتے تھے اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ ابتداء میں یہ لفظ ظاہری خدوخال اور حرکات وسکنات کے لیے مستعمل تھا۔اس سے یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ شخصیت سے مراد کسی بھی فرد کے کردار اوصاف، خیالات اور جذبات کا مجموعہ ہے۔اور یہ اوصاف مل کر انفرادیت عطا کرتے ہیں۔(6)

فیروز الغات میں مولوی فیروز الدین شخصیت کا معنی لکھتے ہیں:

"شخص ہونے کی خصوصیات، یکسانیت، شرافت، درجہ عزت، شیخی، غرور"(7)

شخصیت کی اصطلاحی تعریف

شخصیت کی سماجی ماہرین کے نزدیک درج ذیل تعریفات ہیں جو حسب ذیل ہیں۔

- **مائز، بوٹ، (۱۹۹۱ء) کے نزدیک:** "شخصیت فرد کے سوچنے محسوس کرنے اور عمل کرنے سے مخصوص اور منفرد انداز کو کہتے ہیں"۔
- **ویڈی اور ٹیورس (۱۹۹۸ء) کے مطابق:** "شخصیت کردار، تخیلات، محرکات، اور ہیجانات کا مخصوص اور مستقل انداز ہے جو فرد کو منفرد بناتا ہے"۔(8)

نوجوان کی تعریف

ڈبلیو ایچ او کے مطابق نوجوانی کی عمر کی حد پندرہ سے چوبیس سال کو شمار کیا جاتا ہے۔اور عمر کے اس حصہ کو نوجوانی کی عمر کہا اور مانا جاتا ہے۔اس حد میں موجود عمر والے افراد نوجوان کہلاتے ہیں۔

قرآن مجید میں اصحابِ کہف کے حوالے سے نوجوانوں کا کردار اور رول ماڈل اللہ رب العزت نے کچھ یوں بیان فرمایا ہے:

((نَحْنُ نَقُصُّ عَلَيْكَ نَبَأَهُم بِالْحَقِّ إِنَّهُمْ فِتْيَةٌ آمَنُوا بِرَبِّهِمْ وَزِدْنَاهُمْ هُدًى)) (9)

"(اب) ہم آپ کو ان کا حال صحیح صحیح سناتے ہیں، بیشک وہ (چند) نوجوان تھے جو اپنے رب پر ایمان لائے اور ہم نے ان کے

---

(6) ایس ایم، شاہد، (۲۰۱۰ء)، تعلیمی نفسیات ور ہنمائی، مجید بک ڈپو، اردو بازار، لاہور، ص:۱۱۲

(7) فیروزالدین مولوی (س ن)، فیروزالغات، لاہور، فیروز سینز، ص ۸۳۸

(8) ٹی ایم، یوسف، (۲۰۰۹ء) کتاب علوم نفسیات، لاہور، علمی کتاب خانہ اردو بازار، ص ۲۸۰۔

(9) الکہف، ۱۸:۱۳۔

AL-AASAR Journal
Quarterly Research Journal
www. al-aasar.com

Vol. 2, No. 3 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

لئے (نورِ) ہدایت میں اور اضافہ فرمادیا۔"

یعنی اللہ نے اعلان فرمایا کہ اب ہم اُن کا اصل قصہ سناتے ہیں، کہ وہ چند نوجوان جو اپنے اللہ پر ایسے ایمان لائے کہ اپنے وقت ظالم حکمران سے مرعوب ہونے کی بجائے اس کے آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر حق وصداقت کی بات کہ آئے۔ اور حق پرستی کا اعلان کیا۔

شخصیت سازی کی ضرورت واہمیت

تعمیر شخصیت یا کردار سازی کا قرآن کے ساتھ گہرا تعلق ہے قرآن کا موضوع انسان ہے اور انسان کے تین اجزاء جسم، روح اور اوصاف پر بحث کرتا ہے اللہ تعالی کے نزول قرآن کا مقصد ہی حضرت انسان کی اصلاح ہے اسی وجہ سے اللہ تعالی نے انسان کی اصلاح اور اس کے کردار کی تعمیر کے لیے ہر وہ اسلوب اختیار کیا جو انسان کی طبیعت اور مزاج کو قبول کرتا ہے۔ قرآن کا انسان سے دنیا میں مقصود ومطلوب یہی ہے کہ وہ اللہ کی بندگی میں آجائے اور اپنے نفس کی اصلاح کر کے معاشرے کا مفید ترین انسان بن جائے تاکہ دیگر افراد اس کے ہاتھ اور زبان سے محفوظ رہیں یہی وجہ ہے کہ کلام الہی پورے کا پورا مختلف اسلوب کے ساتھ انسانی تربیت کا مجموعہ ہے۔ قرآن مجید کو االلہ تعالی نے انسانی زندگی کے لئے ضابطہ ء حیات کے طور پر اتارا اور ایسا جامع بنایا کہ اس میں اب کسی تبدیلی کی ضرورت باقی نہ رہے۔ چنانچہ اپنے نزول کے وقت سے لیکر دنیا کے باقی رہنے تک قرآن انسانیت کے لئے 'ہدی للناس' 'شفاء للصدور' اور 'بیان للناس' ہے۔ قرآن انسان کی کردار سازی پر بہت زور دیتا ہے۔ قرآن مجید میں سب سے زیادہ زور اس بات پر دیا گیا ہے کہ رب العالمین نے اس کائنات کو اور تمام مخلوقات کو ایک اعلی مقصد کے تحت بنایا ہے اور انسان کو اس زمین پر اشرف المخلوقات ولقد کرمنا بنی آدم بنایا، اپنا نائب اور منتظم بنایا، اور اس کے مقام بلند کو اس طرح روشناس کیا۔

(وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِيْٓ اٰدَمَ وَحَمَلْنٰهُمْ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَرَزَقْنٰهُمْ مِّنَ الطَّيِّبٰتِ وَفَضَّلْنٰهُمْ عَلٰي كَثِيْرٍ مِّمَّنْ خَلَقْنَا تَفْضِيْلًا) (10)

"ہم نے بنی آدم کو بزرگی دی اور انہیں خشکی اور تری میں سواریاں عطا کیں اور انکو پاکیزہ چیزوں سے رزق دیا اور اپنی بہت سی مخلوقات پر نمایاں فوقیت بخشی۔"

انسان کے اشرف المخلوقات ہونے کی واحد وجہ یہ ہے کہ اس کے پاس عقل اور اخلاق وکردار نام کا وہ ملکہ ہے جو اس کو دوسری تمام مخلوقات سے یکسر علیحدہ کرتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ قرآن جہاں عبادت کے دائرہ میں شرک سے روکتا ہے اور ایک خدا کی عبادت کا حکم دیتا ہے وہاں وہ اخلاق و کردار کے دائرہ میں جھوٹ بولنے، وعدہ خلافی، خیانت، بدی، رشوت، بغض وحسد اور دوسری برائیوں سے بھی منع کرتا ہے۔ قرآن مجید ان بری باتوں کے بر خلاف جن خوبیوں کو اختیار کرنے کی ہدایت کرتا ہے ان میں سچ بولنا، عفت وپاک بازی، عفو ودرگزر اور ایثار وقربانی جیسے نیک اوصاف کی طرف توجہ دلاتا ہے، انسان جس حد تک ان اوصاف سے متصف ہو جائے اسلام اسے اس حد تک انسان کے معیار کی بلندی قرار دیتا ہے اور ایک صحت مند وتوانا معاشرہ ٔانسانی کے وجود وبقا کے لئے یہ ہدایت کرتا ہے۔

قرآن نے صرف احکام وہدایات دینے پر ہی اکتفاء نہیں کیا بلکہ اس مقصد کے تحت اپنے کا پیکر بنا کر بھیجا اور تمام لوگوں کے لئے نمونہ ٔعمل قرار آخری پیغمبر ﷺ کو اخلاق وکردار دیا، فرمایا جاتا ہے۔"

(10) سورۃ الاسراء، ۱۷:۷۰

((لَّقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ)) (11)

"تم لوگوں کے لئے االلہ کے رسول میں بہترین نمونہ ہے۔"

تاریخ شاہد ہے کہ خوف خدا، صبر و عزیمت، عفو ودر گزر، مساوات وعدل واحسان، اخلاص، فحشاء ومنکر سے اجتناب، گویا اسی طرح کی سینکڑوں درخشاں قرآنی تعلیمات اور ان پر ایک بدو وحشی قوم کا عمل پیرا ہو کر عالم گیر انقلاب کا روح پرور منظر پیش کرنا اس صداقت پر مہر تصدیق ثبت کرتا ہے کہ انسانی کردار سازی میں قرآن مجید کا کوئی مثل نہیں۔اللہ کی کتاب قرآن اور اسکے رسول ﷺ کی سنت دونوں اس امر پر گواہ ہیں کہ ایک مسلم کا اوصاف حمیدہ اور اخلاق کریمانہ سے متصف ہونا ضروری ہے۔ ان سے اس کا دین بھی مکمل ہوتا ہے اور شخصیت میں بھی چار چاند لگ جاتے ہیں۔

شخصیت میں اکتسابی اور غیر اکتسابی صفات

ہر انسان ایک دوسرے سے خصوصیات، عادات، رنگ و نسل، اور طبعی صفات و اخلاقی صفات کے لحاظ سے مختلف و منفرد ہے۔ ان صفات کو دو قسموں میں بیان کیا جاتا ہے۔یعنی اکتسابی اور غیر اکتسابی صفات۔

- ایسی صفات جو ہر انسان کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ودیعت کی گئی ہیں۔ یہ فطری یا غیر اکتسابی کہلاتی ہیں۔ ان میں رنگ ،نسل، شکل وصورت، جسمانی ساخت، ذہنی استعداد وغیرہ شامل ہیں۔
- دوسری قسم ایسی صفات کی ہے جو انسان اپنی محنت اور لگن سے اپنے اندر پیدا کرتا ہے۔ یا اپنی فطری استعداد کو استعمال کرتے ہوئے ماحول یا تربیت سے عمل میں لا سکتا ہے۔ یہ اکتسابی صفات کہلاتی ہیں۔ ان میں اخلاقی نشوونما، علمی، اقتصادی استعداد کا بڑھانا وغیرہ شامل ہیں۔ اعلیٰ ترین صفات کا اتنا حسین امتزاج محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شخصیت ہے۔

شخصیت کے تشکیلی عوامل

شخصیت فرد کی مختلف النوع صلاحیتوں اور اوصاف کا مجموعہ ہوتی ہے تاہم اس کی تشکیل میں لاتعداد عوامل حصہ لیتے ہیں ان عوامل کو چار عوامل میں تقسیم کیا جاتا ہے۔جو مندرجہ ذیل ہیں:

1. طبعی عوامل
2. ذہنی عوامل
3. جذباتی عوامل
4. معاشرتی عوامل

شخصیت سازی کے لیے مذکورہ بالا عوامل ہیں۔ جن کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

1. **طبعی عوامل** : طبعی عوامل سے مراد انسانی شخصیت کی طبعی خصوصیات ہیں۔ جس میں والدین اور آباؤاجداد کے وراثتی اثرات شامل ہیں۔ یہ

---

(11) الاحزاب، ۲۱:۳۳

عامل انسانی شخصیت کے جمالی پہلو کی تشکیل کرتا ہے۔ اس میں انسان کا چہرہ، جسمانی خدوخال یعنی پوری جسمانی ہیت شامل ہے۔ ایک اچھے طبعی اوصاف رکھنے والی شخصیت نامناسب اوصاف رکھنے والی شخصیت کی بہ نسبت زیادہ پسند کی جاتی ہے۔

2. **ذہنی عوامل :** ذہنی عوامل سے مراد انسان کی ذہنی صلاحیتیں، افکار و خیالات اور تخلیقی صلاحیتیں ہیں۔ ان کا شخصیت کی تشکیل میں ایک نمایاں کردار ہوتا ہے۔ جو شخص جتنا زیادہ ان صلاحیتوں کا حامل ہو گا اتنا ہی معاشرتی لحاظ سے قابل قدر ہو گا اور برعکس صورت میں صورت حال برعکس ہو جائے گی۔

3. **جذباتی عوامل :** انسانی جذبات انسانی شخصیت کی تعمیل میں ایک اہم کردار ادا کرتے ہیں انہیں شخصیت کے بنیادی محرک کی حیثیت حاصل ہوتی ہے۔ اچھے اور صحت مند جذبات جن میں کام کی لگن آگے بڑھنے کا جذبہ، محنت کی خواہش، محبت ایثار، لگن، زندہ دلی، خوش اخلاقی، ہمدردی اور رواداری وغیرہ ایسے جذبات ہیں جو شخص کو ایک تعمیری رخ دیتے ہیں۔ جبکہ منفی جذبات جن میں بغض و عناد، بے مروتی، مایوسی، ناامیدی، جارحیت، بخیلی اور دشمنی وغیرہ ایسے جذبات ہیں جو انسانی شخصیت کو منفی طور پر متاثر کرتے ہیں۔ سب سے بہتر اعتدال کی روش ہے یعنی ایسی شخصیت جو موقع محل کے اعتبار سے مناسب جذباتی ردعمل کا اظہار کرے اور اس میں افراط و تفریط سے کا شکار نہ ہوں۔

4. **معاشرتی عوامل :** معاشرتی عوامل میں خارجی اور معاشرتی محرکات شامل ہیں جو فرد کی شخصیت پر اثر انداز ہوتے ہیں۔ ان عوامل میں گھر کا ماحول، خاندان، دوست احباب، تعلیمی ادارے اور مذہبی تصورات وغیرہ شامل ہیں۔ یہ عوامل کسی بھی شخصیت پر ایک گہری چھاپ رکھتے ہیں اور فرد کی شخصیت کی تکمیل میں مختلف پہلوؤں سے اثر انداز ہوتے ہیں۔

ارشاد ربانی ہے:

يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ وَّ اُنْثٰى وَ جَعَلْنٰكُمْ شُعُوْبًا وَّ قَبَآىِٕلَ لِتَعَارَفُوْاؕ-اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰىكُمْؕ-اِنَّ اللّٰهَ عَلِیْمٌ خَبِیْرٌ[12]

”اے لوگو! ہم نے تمہیں ایک مرد اور عورت سے پیدا کیا اور تمہیں مختلف گروہوں اور قبیلوں میں اس لیے تقسیم کیا، تاکہ تم ایک دوسرے کو پہچان سکو۔ اللہ کے نزدیک وہی عزت والا ہے، جو زیادہ متقی ہے، بے شک، اللہ خوب جاننے والا خبر دار ہے۔“

کائنات کا وہ حصّہ جسے زمین کہتے ہیں انسان کا مستقر ہے، ایک مدّت تک وہ اس سے نفع اٹھاتا ہے، کیونکہ انسان کو زمین پر بھیجنے کے لیے یہی حکم الٰہی تھا، پھر یہ حکم بھی دیا گیا کہ ہدایتِ ربانی اس کے پاس آتی رہے گی، جو اسے قبول کرے گا، وہ کامیاب و کامران ہو گا، جو اس ہدایت سے منہ موڑے گا وہ ناکام و نامراد ہو گا۔

پھر ربِ کائنات نے اس پر بس نہیں کیا، بلکہ کائنات کو جس تناسب و توازن کے ساتھ بنایا، اسی طرح اس نے کمال مہربانی سے انسان کی تخلیق کر کے اسے اعلیٰ مخلوق اور زمین پر اپنا نائب بنایا۔ ان تمام مہربانیوں کا مقصد یہ تھا کہ انسان ایک طرف تو اپنی ذات کی طرف توجّہ دے اور اپنی فلاح کے لیے نیک افعال و اعمال انجام دے، لیکن یہ کام وہ تنہا نہیں کر سکتا، بلکہ اس کے اعمال کا صحیح اندازہ تو اُس وقت ہوتا ہے، جب وہ اپنے جیسے

---

(12) الحجرات:۴۹:۱۳

AL-AASAR Journal
Quarterly *Research Journal*
www. al-aasar.com
Vol. 2, No. 3 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

دوسرے انسانوں کے ساتھ رہ کر زندگی گزارے۔ ایسے میں اس کی شخصیت کی تعمیر ہوتی ہے۔

شخصیت سے مراد اس کا مزاج، عقل و دانش اور معاشرتی رویّہ ہے اور اگر معاشرے میں انفرادی طور پر مزاج مثبت اور غالب تعداد میں ہوں تو معاشرہ بھی مثبت مزاج کا حامل ہوگا۔ اسلام کا منشا یہ ہے کہ انسان اعلیٰ اخلاق کی حامل شخصیت ہو، تاکہ دوسرے لوگ اس سے آرام اور راحت پاسکیں۔

ارشادِ ربانی ہے:

> يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ وَّاُنْثٰى وَجَعَلْنٰكُمْ شُعُوْبًا وَّقَبَآىِٕلَ لِتَعَارَفُوْا اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰىكُمْ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ خَبِيْرٌ[13]
>
> ”اے لوگو! ہم نے تمھیں ایک مرد اور عورت سے پیدا کیا اور تمھیں مختلف گروہوں اور قبیلوں میں اس لیے تقسیم کیا، تاکہ تم ایک دوسرے کو پہچان سکو۔ اللہ کے نزدیک وہی عزت والا ہے، جو زیادہ متقی ہے، بے شک، اللہ خوب جاننے والا خبردار ہے۔“

کائنات کا وہ حصّہ جسے زمین کہتے ہیں انسان کا مستقر ہے، ایک مدّت تک وہ اس سے نفع اٹھاتا ہے، کیونکہ انسان کو زمین پر بھیجنے کے لیے یہی حکم الٰہی تھا، پھر یہ حکم بھی دیا گیا کہ ہدایتِ ربانی اس کے پاس آتی رہے گی، جو اسے قبول کرے گا، وہ کامیاب و کامران ہوگا، جو اس ہدایت سے منہ موڑے گا وہ ناکام و نامراد ہوگا۔

پھر ربِ کائنات نے اس پر بس نہیں کیا، بلکہ کائنات کو جس تناسب و توازن کے ساتھ بنایا، اسی طرح اس نے کمال مہربانی سے انسان کی تخلیق کر کے اسے اعلیٰ مخلوق اور زمین پر اپنا نائب بنایا۔ ان تمام مہربانیوں کا مقصد یہ تھا کہ انسان ایک طرف تو اپنی ذات کی طرف توجّہ دے اور اپنی فلاح کے لیے نیک افعال و اعمال انجام دے، لیکن یہ کام وہ تنہا نہیں کر سکتا، بلکہ اس کے اعمال کا صحیح اندازہ تو اُس وقت ہوتا ہے، جب وہ اپنے جیسے دوسرے انسانوں کے ساتھ رہ کر زندگی گزارے۔ ایسے میں اس کی شخصیت کی تعمیر ہوتی ہے۔

شخصیت سے مراد اس کا مزاج، عقل و دانش اور معاشرتی رویّہ ہے اور اگر معاشرے میں انفرادی طور پر مزاج مثبت اور غالب تعداد میں ہوں تو معاشرہ بھی مثبت مزاج کا حامل ہوگا۔ اسلام کا منشا یہ ہے کہ انسان اعلیٰ اخلاق کی حامل شخصیت ہو، تاکہ دوسرے لوگ اس سے آرام اور راحت پاسکیں۔

شخصیت سازی کے اصول اور مطالعہ سیرت کی اہمیت

اسلام نے تعلیماتِ قرآنی اور سیرتِ رسولؐ کی روشنی میں ایسے اقدامات تجویز کیے ہیں، جو شخصیت سازی میں انتہائی اہم ہیں، جن پر عمل پیرا ہو کر ایک بہترین فرد کا وجود عمل میں آتا ہے اور وہ فرد ایک صالح اور مثالی معاشرے کے لیے بہت ضروری ہے۔ اسلامی اقدامات درج ذیل ہیں۔

(13) الحجرات:۴۹:۱۳

- **امن پسندانہ رویّہ**

امن، اسلام کی اساسی تعلیمات میں سے ہے۔ اسلام تصادم کے اسباب کی نفی کرتا ہے اور وحدتِ انسانیت کا قائل ہے۔ اس کی روح میں وسیع النظرفی اور رواداری کا وجود زمین میں امن و سلامتی مہیا کرتا ہے۔ اسلامی تعلیمات کا بنیادی اصول امن پسند ہے۔ اسلامی احکامات متشدد نہیں بلکہ اصلاحی اور فلاحی ہیں۔ امن کا قائم رکھنا معاشرہ کی کامیابی ہے کہ جس میں نہ صرف مسلمان بلکہ مذہبی رواداری کے ساتھ منصفانہ، عدل و انصاف اور امن آشتی کو پرو قار رکھنے کا درس ملتا ہے۔ تعمیر شخصیت کے حوالے سے ضروری ہے کہ ہر انسان امن کی فضاء بر قرار رکھنے کے لیے انفرادی طور پر اپنا کردار ادا کریں۔

مختلف حصّوں، رنگوں، مذاہب کو جوڑنے اور بنی نوع انسان میں محبت، باہمی الفت اور رحم پھیلانے کا موقع فراہم کرتا ہے۔ اسلام ان جنگوں کا بھی مخالف ہے، جن کا مقصد ذاتی و قومی لالچ اور مادی منفعت ہے۔ غرض یہ کہ اسلام فرد اور جماعت کو چھوٹے چھوٹے محدود مقاصد سے نکال کر آزاد فضائوں میں لاتا ہے اور اعلیٰ مقاصد کے لیے اسے آگے بڑھاتا ہے۔ وہ انسانیت کو بلند اور جامع نظریے تک پہنچاتا ہے۔ یہ تمام مقاصد اُس وقت پورے ہوسکتے ہیں، جب انسان کا رویّہ امن پسندانہ ہو۔ اسلام شروع سے اپنے پیروکاروں کو امن و سلامتی کی تعلیم دیتا ہے۔ اسی تناظر میں رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

((المسلم من سلم المسلمون من لسانه ويده))(14)

مسلمان وہ ہے جس کے ہاتھ اور زبان سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں"

اسلام کی ایک حسن وخوبی یہ بھی ہے کہ اس میں نہ صرف مسلمان بلکہ غیر مسلم کے حقوق، عزت و آبرو اور ان کی جان ومال اور دولت کی نگرانی کا بھی درس ملتا ہے، جیسا کہ نبی اکرم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

((من قتل معاهدا في كلهه حرم الله عليه الجنة))(15)

"جس نے کسی غیر مسلم پر امن شہری کو ناحق قتل کیا اللہ تعالیٰ نے اس کے جنت حرام کردی"

- **اخلاقِ حسنہ**

انسانی شخصیت کی نشوونما میں سب سے بڑا کردار ادا کرنے والا عامل اخلاق ہے۔ محض ظاہری شکل وصورت، رنگ وروپ اور لباسِ فاخرہ بہترین حسب ونسب اور مال ودولت کے بل بوتے پر کوئی شخص انسان نہیں کہلا سکتا۔ شخصیت کی اصل روح کی پاکیزگی اور اس کا اخلاقی کردار ہے۔

یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ قوموں کی انفرادی واجتماعی زندگی میں اخلاق کے ذریعے بڑے، بڑے کام لیے جاسکتے ہیں، جو قوّت وطاقت کے ذریعے نہیں لیے جاسکتے۔ نرمی و ملائمت اور محبت و مودت بعض اوقات تلوار کی دھار سے بھی زیادہ موثر ہوتے ہیں اور اسلامی تعلیمات کے پھیلنے اور لوگوں کے جوق درجوق اسلام میں داخل ہونے کا سب سے بڑا ذریعہ مسلمانوں کا اعلیٰ اخلاق و بہترین کردار تھا۔

---

(14) بخاری، محمد بن اسماعیل، ابوعبداللہ، الجامع الصحیح، القاھرہ: دار الشعب، ۱۹۸۷، ج۹، ص۹، رقم الحدیث: ۱۰۔

(15) سجستانی، سلیمان بن اشعث، ابوداؤد، سنن ابی داؤد، بیروت: دار الکتات العربی، ج۴، ص۳۸، رقم الحدیث: ۲۷۶۲۔

یہ بھی حقیقت ہے کہ حسن اخلاق کے نتیجے میں تہذیب و تمدّن عروج کو پہنچے ہیں۔ اخلاق کو اعلیٰ بنانے میں آپؐ کے چند ارشادات ملاحظہ ہوں۔ ”مجھے محاسنِ اخلاق کی تکمیل کے لیے بھیجا گیا ہے، تم میں سے زیادہ محبوب وہ ہے جس کے اخلاق زیادہ اچھے ہوں، بے شک مومن اپنی خوش خلقی کے ذریعے رات کو عبادت کرنے والے اور دن کو روزہ رکھنے والے کا درجہ حاصل کر لیتا ہے۔“

- **اعمالِ صالحہ**

تعمیرِ شخصیت کے لیے اوّل چیز تو ایمان ہے، کیوں کہ ایمان کے ذریعے انسان اپنا محاسبہ کرتا رہتا ہے۔ اسے روزِ آخرت اور احتساب کا ڈر ہوتا ہے، لہٰذا ایمان تو پہلی چیز ہے، جو شخصیت کے لیے جڑ کی حیثیت رکھتا ہے۔ اس طرح عمل صالح کے بغیر ایمان ادھورا رہ جاتا ہے۔ اعمال صالحہ کے اثرات فرد پر واضح نظر آتے ہیں، اس کی سوچ اور فکر تبدیل ہو جاتی ہے اور وہ ہر ایسا عمل کرنے کی کوشش کرتا ہے، جو اللہ کی خوشنودی کا باعث ہو، اس لیے وہ انسانوں کو تکلیف نہیں دیتا بلکہ ان کے راحت و آرام کا خیال رکھتا ہے۔(16)

- **حقوقِ انسانی کا خیال رکھنا**

کوئی فرد اکیلا زندگی نہیں گزار سکتا، بلکہ انسانوں کے ساتھ رہ کر وہ اپنی زندگی گزارتا ہے، اس لیے اسے دوسرے انسانوں کے حقوق کا خیال رکھنا ضروری ہے۔ اسلام نے صرف والدین یا خاندان کے چند افراد کے حقوق کا ذکر نہیں کیا، بلکہ تمام انسانوں کے حقوق درجہ بہ درجہ بیان کیے ہیں، حتیٰ کہ تھوڑی دیر کے لیے رفاقت کرنے والے ہم سفر کے حقوق کی ادائیگی کا بھی حکم دیا ہے۔

ایسا مہربان مذہب، کس طرح تشدد، عدم رواداری اور اذیت پسندی کا درس دے سکتا ہے، جس کی بنیاد ہی امن و سلامتی پر ہے، جو انسانی حقوق کا صحیح معنوں میں علم بردار ہے۔ جب ہم پڑوسیوں کے حقوق کی بات کرتے ہیں تو دیکھیے اسلام نے کس طرح ان کے حقوق کی تاکید کی ہے۔ بہر حال دوسرے انسانوں کے حقوق کی ادائیگی سے انسان کی شخصیت کی تکمیل ہوتی ہے۔(17)

- **اعتدال ورواداری**

تعمیرِ شخصیت میں اعتدال کو بڑی اہمیت حاصل ہے۔ قرآن پاک میں مسلمانوں کو معتدل امت قرار دیا گیا ہے(18) اور ہر معاملے میں اعتدال سے کام لینے کا حکم ہے۔ حضور ﷺ نے حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ کو زیادہ عبادت سے منع کرتے ہوئے فرمایا ”تیرے نفس کا بھی تجھ پر حق ہے۔“ یہ سنہری الفاظ اس بات کی دلیل ہیں کہ عبادت میں بھی اعتدال رکھنا ضروری ہے۔ اسی طرح رواداری اسلامی تعلیمات کا بنیادی اصول ہے۔

حضور اکرم ﷺ نے نجران کے عیسائیوں کے وفد کی خوب تواضع کی اور مسجد نبویؐ میں ایک خیمے میں ٹھہرایا۔ اس طرح آپؐ نے اپنے امتیوں کو اعتدال اور رواداری کا بہترین سبق دیا۔

اسلام نے انسانوں سے نفرت نہیں سکھایا، بلکہ ان سے محبت کرنے کے لیے ایک بہترین شخصیت کا ہونا ضروری ہے۔ اسلام نے انسانی شخصیت کی

---

(16) فرحت علی بیگ، اعمال صالح، جمعہ ۲۱ اگست ۲۰۲۰ء۔

(17) سید صباح الدین، عبدالرحمن، اسلام میں مذہبی رواداری، دار المصنفین، شبلی اکیڈمی، اعظم گڑھ، (یو، پی) ۲۰۰۹ء، ص ۶۲۔

(18) البقرہ: ۱۴۳

تربیت کا بہترین انتظام کیا ہے اور ایسے اقدامات تجویز کیے ہیں، جن کی روشنی میں ایک بہترین مسلمان وجود میں آسکتا ہے، جو دوسروں کے لیے ایک روشن مثال بن سکتا ہے۔ ایک باکردار اور معتدل مزاج کا حامل ہوتا ہے اور یہی اسلام کا مطلوب انسان ہے۔

- **پسندیدہ عمل**

رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا "جو اعمال اللہ تعالیٰ کو پسند ہیں ان اعمال میں سے ایک عمل کسی مؤمن کے دل کو خوش کرنا اور اس کو خوشی سے ہم کنار کرنا ہے"[19]

- **نفرتیں مت پھیلاؤ**

حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب کبھی اپنے کسی صحابی کو کوئی حکم دے کر روانہ کرتے تو ارشاد فرماتے: "لوگوں کو خوش خبری دو، انہیں نفرت مت دلاؤ اور ان کے لیے آسانیاں پیدا کرو، تنگی کا معاملہ نہ کرو"۔

- **پڑوسیوں سے حُسنِ سلوک**

فرمان الٰہی ہے "اور اللہ کی عبادت کرو اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو۔ والدین کے ساتھ اچھا سلوک کرو۔ قریبی رشتے داروں، یتیموں، مسکینوں، قریبی ساتھی، پڑوسی، اور پڑوسی رشتہ دار سے اچھا سلوک کرو۔ مسافر اور غلام سے بھی حسن سلوک کرو۔ بے شک اللہ تعالیٰ تکبر کرنے والے شیخی خورے کو پسند نہیں کرتا"۔ (سورۂ نساء) فرمان رسول اکرم ﷺ ہے۔ "اللہ کی قسم وہ مؤمن نہیں ہے۔ وہ مؤمن نہیں ہے، وہ مؤمن نہیں ہے"۔ پوچھا گیا کون اے اللہ کے رسول؟ فرمایا "جس شخص کے شر سے اس کے پڑوسی محفوظ نہ ہوں"۔

تعمیر شخصیت اور عصر حاضر کے تقاضے

- تعمیر شخصیت کے پہلوؤں میں سب سے اول بات یہ ہے کہ اس میں انسان سب سے پہلے شخصیت کی بہتری کے حوالے سے اخلاقی پہلوؤں کو درست کرے اور اخلاقیات کو مثبت بنانے کے لیے سب سے پہلے نیکی سے وابستہ امور پر توجہ مرکوز کرے۔ اپنے اندر تعمیری طرز فکر اور تطہیر فکر جیسی خصوصیات پیدا کرے۔ حقیقت پسند، شکر گزاری، نرم دلی، وسعت نظر، توکل، دیانت داری، حریت فکر، میانہ روی، اعتدال اور امن پسندی، علم سے وابستگی پیدا کریں یہ سب تب ہی ممکن ہو گا جب ہر انسان ان امور پر غور کرے اپنے اندر خود اعتمادی کا جذبہ پیدا کرے اور پہلے خود عمل کرے اور پھر دوسروں کو تلقین کرے۔
- تعمیر شخصیت اور افراد سازی کے لیے ضروری ہے افراد میں منفی رویہ جات کا خاتمہ ہو اگر منفی رجحانات ختم نہیں ہوگے تو انسان اخلاقی بلندی پر نہیں بلکہ اخلاقی پستی کا شکار ہو گا۔ یعنی تکبر، حسد، تعصب، ریاکاری، دنیا پرستی، فرقہ واریت، منافقت، بدگمانی، غیبت، کرپشن، ظاہر پرستی، لسانی عصبیت، انتہاپسندی جیسی بری صفات کو ختم کیا جائے۔
- روحانی پہلو کی تعمیر شخصیت اور تزکیہ نفس کے لیے اللہ تعالیٰ کی معرفت حاصل کرنے کی کوشش کرے اسلامی عبادات کا اصل مقصد اور اس کی حقیقی روح کو پہنچانے، آخرت کے دن حساب و کتاب سے ڈرے، نیک اعمال اور برے اعمال میں امتیاز کرے۔ اللہ اور اس کے

---

(19) (طبرانی معجم کبیر)

AL-AASAR Journal
Quarterly Research Journal
www. al-aasar.com

Vol. 2, No. 3 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

رسول ﷺ کی پیروی کرے۔

- تعمیر شخصیت کے لیے ضروری ہے کہ اصلاحی اور سماجی پہلو کو خاص طور پر مد نظر رکھتے ہوئے حقوق العباد سے تعلقات احسن طریقے سے استوار کریں۔ اپنی اور اپنے اہل وعیال کی سیاسی و معاشی زندگی کا تزکیہ کرے۔ اپنے آپ کو ایک بہترین انسان ایک اچھا شہری بنانے کی حتیٰ المقدور کوشش کرے۔ اور اپنے آپ کو ہر لحاظ سے دعوت دین حق کے لیے تیار رکھے۔ اور اپنے عزیز واقارب کی تعمیر شخصیت پر توجہ مرکوز کرے۔

علامہ اقبال فرماتے ہیں:

ہر لحظہ مومن کی نئی آن، نئی شان
گفتار میں کردار میں اللہ کی برہان[20]

تجاویز وسفارشات

- تعمیر شخصیت اور افراد سازی کے لیے انفرادی طور پر تزکیہ نفس بہت ضروری ہے۔
- انسانی زندگی کو تعلیمات اسلامی کے سانچے کے مطابق ڈھالنے کی کوشش کی جائے۔
- امر بالمعروف و نہی عن المنکر کے تحت زندگی گزاری جائے۔
- اپنے اندر فرقہ واریت اور تعصب کا خاتمہ کرنا چاہیے۔
- ریاکاری اور منافقت سے گریز کرنا چاہیے۔
- غیبت، بدگمانی اور تجسس سے حتی المقدور دور رہنا چاہیے۔
- زندگی کو حقوق اللہ اور حقوق العباد کی پاسداری قرآن و سنت کے بتائے ہوئے اصولوں اور طریقوں کے مطابق کرنی چاہیے۔

علامہ اقبالؒ فرماتے ہیں۔

ہزاروں سال نرگس اپنی بے نوری پر روتی ہے
بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا۔[21]

خلاصہ بحث:

مطالعہ سیرت النبی ﷺ نوجوان نسل کی شخصیت سازی میں بنیادی حیثیت رکھتا ہے۔ سیرتِ طیبہ انسان کو ایمان، اخلاقِ حسنہ، برداشت، اعتدال اور مثبت سوچ جیسے اعلیٰ اوصاف سے مزین کرتی ہے، جو فرد کی ذات اور معاشرتی کردار دونوں کو سنوارتی ہے۔ عہدِ

(20) h ttps://www.rekhta.org/couplets/hazaaron-saal-nargis-apnii-be-nuurii-pe-rotii-hai-allamaiqbal ڑ$؟-couplets?lang=ur.com
(21)http://concordance.allamaiqbal.com/stanza.php?phrase=8411&stanzano=310059&sentence=&DB&81&D8%B1%D9%84%D8%Attps.com

AL-AASAR Journal
Quarterly *Research Journal*
www. al-aasar.com

Vol. 2, No. 3 (2025)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

حاضر میں نوجوانوں کو نظریاتی، اخلاقی اور تہذیبی چیلنجز کا سامنا ہے جن سے نبرد آزما ہونے کے لیے سیرتِ نبوی ﷺ کی روشنی میں کردار سازی ناگزیر ہے۔ حضور ﷺ نے نوجوانوں کی تربیت پر خاص توجہ دی اور انہیں قیادت، امانت داری اور علم دوستی جیسے اوصاف سے آراستہ کیا۔ یہ تحقیق اس امر کی وضاحت کرتی ہے کہ سیرت کا مطالعہ صرف انفرادی شخصیت نہیں سنوارتا بلکہ ایک مہذب اور معتدل معاشرے کی تشکیل میں بھی مددگار ثابت ہوتا ہے۔ موجودہ دور کے فکری و اخلاقی بحران میں سیرت النبی ﷺ نوجوانوں کے لیے کامل رہنمائی کا سرچشمہ ہے۔